DAR-UL-IFTA
Sharia in Business, Alflah Town, Sadiqabad
Disst. Rahim yar Khan,Pakistan

دارالافتاء للاحکام الشرعیہ والمالیہ

استفتاء

جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کیا فرماتے ہیں علماءِ کرام ومفتیانِ عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ایک شخص فیکٹری والوں کو کپاس فروخت کرتا ہے، اور قیمت کا تعین نہیں کرتا، فیکٹری والے اس شخص کو کہتے ہیں کہ اگلے پندرہ دن میں آپ جس دن کا ریٹ کٹوانا چاہیں کٹوا سکتے ہیں، جبکہ ریٹ میں روز کمی بیشی ہوتی ہے، اب مشتری کی مرضی ہوتی ہے جس دن کا چاہے ریٹ کٹوالے، چاہے آج ہی کا ریٹ کٹوالے یا اگلے پندرہ دنوں میں جس دن کا ریٹ اچھا لگے کٹوالے۔

البتہ فیکٹری والے قیمت کا تعین کیے بغیر اسی دن کپاس میں تصرف شروع کر دیتے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ ایسا معاملہ کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اور اگر درست نہیں تو اس کا کوئی متبادل بتلائیں؟

وضاحت: کپاس کا ریٹ روزانہ کا متعین ہوتا ہے اس لیے بعد میں بھی ریٹ کٹواتے ہوئے فریقین کا آپس میں کوئی نزاع نہیں ہوتا۔

مستفتی: عبداللہ مسعود

03327305163

الجواب باسم ملہم الصواب

مذکورہ صورت میں کپاس کی خرید وفروخت کا جو طریق کار مذکور ہے، شرعاً یہ معاملہ فاسد ہے، کیونکہ اس صورت میں زمیندار یا آڑھتی وغیرہ جب فیکٹری مالکان کو کپاس دیتے ہیں اس وقت اس کی قیمت متعین نہیں ہوتی، اور خرید وفروخت کے وقت اگر بیچی جانے والی چیز کی قیمت متعین نہ ہو تو اس سے معاملہ فاسد ہو جاتا ہے، تاہم اگر اس طرح خرید وفروخت کا طریقہ رائج اور معروف ہو کہ فی الحال تو زمیندار کپاس بیچ کر فیکٹری مالکان کے حوالے کر دیتے ہوں، پھر بعد میں جب زمیندار چاہیں اس دن کی بازاری قیمت کا لحاظ کر کے یا ان دنوں کے عام ریٹ کا اوسط نکال کر فریقین قیمت طے کر کے لین دین صاف کر لیتے ہوں اور اس طرح معاملہ کرنے میں فریقین کے درمیان نزاع اور جھگڑے کا کوئی اندیشہ نہ ہو تو جب اس کپاس کی قیمت باہمی رضامندی سے طے کر لی جائے گی اُس وقت یہ بیع درست ہو جائے گی، البتہ بیع کے احکام اس وقت جاری ہونگے جس دن فیکٹری مالکان نے کپاس پر

دارالافتاء للاحکام الشرعیہ والمالیہ
فتوی نمبر 87/6
مورخہ ۲۵/۲/۳۹

Scanned by CamScanner

قبضہ کیا تھا، لہٰذا اس دوران فیکٹری مالکان نے اس میں جو تصرفات کئے ہونگے، وہ بھی درست اور نافذ سمجھے جائیں گے۔ (مستفاد من التبویب جامعہ دارالعلوم کراچی: 39/1584)

تاہم چونکہ ابتداءً یہ معاملہ فاسد ہوتا ہے، اس لئے صحیح طریقہ یہ ہے کہ فریقین خرید و فروخت کرتے وقت ہی باہمی رضامندی سے کسی ایک قیمت پر اتفاق کرلیں، تاکہ شروع سے یہ معاملہ صحیح اور درست ہو۔ البتہ بعد میں رقم کی ادائیگی کے وقت اگر باہمی رضامندی سے رقم میں کمی یا اضافہ کرلیا جائے تو اس کی اجازت ہے بشرطیکہ دونوں کی خوش دلی سے ہو۔

نیز مذکورہ معاملہ کی ایک اور صورت یہ بھی ہے کہ فیکٹری میں کپاس لانے والا خود یا اسکا نمائندہ اپنے سامنے وزن کروا کر وہ کپاس فیکٹری مالکان کو بطورِ قرض دے دے اور جس دن حساب کرنا چاہے اس دن فیکٹری مالکان سے وہی جنس یا اس کی قیمت اپنے قرض کے طور پر واپس لے لے، اس طرح معاملہ کرنا شرعاً جائز و درست ہے۔

فیض الباری:431/4

(باب من أجرى أمر الأمصار على ما يتعارفون بينهم في البيوع والإجارة والمكيال والوزن وسننهم على نياتهم ومذاهبهم المشهورة)

ولذا أقول فی ما أظن والله تعالى أعلم، إن من البيوع الفاسدة مالو أتى بها أحد جازت ديانة وإن كانت فاسدة قضاءً، وذلك لأن الفساد قد يكون لحق الشرع بأن اشتمل العقد على مأثم فلا يجوز بحال، وقد يكون الفساد لمخافة التنازع ولا يكون فيه شيئ آخر يوجب الإثم، فذلك إن لم يقع فيه التنازع جاز عندی ديانة، وإن بقى فاسداً قضاءً، لإرتفاع علة الفساد وهی المنازعة......ونبه الحافظ بن تيمية فی رسالته على أن من البيوع ما لا يقع فيها النزاع فتكون تلك جائزة، فإذا أدخلتها فی الفقه وجدتها محظورة، لأنَ أكثر أحكام الفقه تكون من باب القضاء، والديانات فيها قليلة، وإنما يصار إلى القضاء بعد النزاع، فإذا لم يقع النزاع ولم يرفع الأمر إلى القاضی نزل حكم الديانة لا محالة، فيبقى الجواز.

بحوث في قضايا فقهية معاصرة:68-65/1

أما الحالة الثالثة: فهي أن لا يكون الثمن معلوماً عند الأخذ، ولا يتفاوت المتبايعان في بداية تعاملهما على أساس منضبط لتحديد الثمن يؤمن معه النزاع، بل يتعاملان هملا، ولا يتعارضان للثمن أصلاً. وحينئذ، لاشك في أن الثمن مجهول عند أخذ الأشياء جهالة فاحشة ربما تؤدي إلى النزاع، فلا ينعقد البيع عند الأخذ، فتبقى هذه المعاملة فاسدة إلى أن يقع بينهما تصفية الحساب. ولكن ذكر المتأخرون من الحنفية أن هذه المعاملة تنقلب جائزة عند التصفية إذا اتفقا على ثمن.......... والخلاصة (3) ان كان الثمن مجهولاً وقت الاخذ، او اتفق الفريقان على انه يقع على اساس سعر السوق، و لكن سعر السوق متفاوت تفاوتاً فاحشاً، بحيث يقع الاختلاف فی تحديده، فان البيع لا يصح عند الاخذ، وانما يقع عند تصفية الحساب، و لكنه يسند حينئذ الى وقت الاخذ، فيثبت الملك للاخذ من وقت الاخذ، وتحل تصرفاته من

Scanned by CamScanner

ذلك الحين بعد اداء الثمن، ......والذي يظهر لهذا العبد الضعيف عفا الله عنه أن التخريج الأول هو الراجح، وهو أن هذه المعاملة تصح بيعاً عند تصفية الحساب إذا اتفقا الفريقان على الثمن الإجمالي للمأخوذات. وأما الاستشكال بكونه بيع المعدوم، فالأحسن في جوابه أن يقال: إنه ليس بيعاً للمعدوم، بل هو بيع لما استهلكه المشتري، وانتفع به انتفاعاً تاماً. وبيع المعدوم إنما يحرم من جهة أنه يتضمن الغرر، فربما لا يقدر البائع على تسليمه إلى المشتري. ولا غرر ههنا، لأن البائع سلّم المبيع إلى المشتري فعلاً، فالمبيع كان موجوداً عند المشتري، وانتفع به المشتري حتى استهلكه، فيعتبر عند التصفية كالموجود تقديراً، فيصح بيعه.

والله اعلم بالصواب

نعمان ضیاء غفر اللہ لہ

دار الافتاء للامور الشرعية والمالية صادق آباد

18/ صفر المظفر 1439ھ بمطابق 08/نومبر 2017ء

دستخط: مفتی **محمد ابراہیم** صاحب دامت برکاتہم

الجواب صحیح

محمد ابراہیم

٣٩-٢-١٩ھ

مفتی

دستخط: مفتی **حماد اللہ یوسف** صاحب مدظلہم

الجواب صحیح

[illegible]

٣٩/٢/٢٢

نائب مفتی

دستخط: مفتی **احسن عزیز** صاحب مدظلہم

الجواب صحیح

[illegible] عفی عنہ

١٤٣٩/٢/١٨ھ

نائب مفتی

دستخط: مفتی **طارق بشیر** صاحب مدظلہم

الجواب صحیح

ابو [illegible] عفی عنہ

١٤٣٩/٢/١٨ھ

نائب مفتی

دستخط: مفتی **حماد اللہ نور** صاحب مدظلہم

الجواب صحیح

ابو الحسن حماد اللہ

٣٩/٢/١٨ھ

نائب مفتی

دار الافتاء

فتوی نمبر 876

مورخہ ١٤٣٩/٢/٢٥

نوٹ: ادارہ کسی بھی قانونی وغیر قانونی کاروائی کی صورت میں کسی بھی قسم کا ذمہ دار نہیں اور نہ ہی فریق بنے گا۔

۱۔ جواب سوال کے مطابق ہے۔ صحت سوال کی ذمہ داری سائل پر ہے۔

۲۔ خدمت بلا معاوضہ۔

- Ph No. 068-5702211
- 0300-0815084, 0344-3387879
- 0334-4903028, 0300-6795752
- E-mail: shariainbiz@gmail.com

Scanned by CamScanner